تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار　　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ　　　لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　　یکم تا ۷ جون ۲۰۰۰ء　　　مدیر : حافظ عاکف سعید

اُمت مجتبیٰ کی عظیم ذمہ داری

یہ امر مسلم ہے کہ کوئی جس قدر عظیم اور ارفع مرتبے کا حامل ہوتا ہے اس کی ذمہ داری بھی اسی قدر رفیع و عظیم ہوتی ہے۔ چنانچہ اُمت مسلمہ کو سورۂ حج کی آخری آیت کی رُو سے مقام اجتبائیت پر فائز فرما کر اسے شہادتِ حق کی عظیم ذمہ داری کا حامل بنایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں "فلیبلغ الشاھد الغائب" کے الفاظ کے ساتھ یہ ذمہ داری اُمت کو منتقل فرما دی —— یعنی "جو لوگ یہاں موجود ہیں اب ان کا فرض ہے کہ ان تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں"۔ لہٰذا اس فرمانِ نبویؐ کے مطابق نوعِ انسانی کے سامنے شہادتِ حق اور تبلیغ دینِ حق کی ذمہ داری کا بھاری بوجھ اُمت محمدؐ کے کاندھوں پر آ گیا ہے اور اُمت کے ہر ہر فرد کو انفرادی طور پر اور اُمت کو بحیثیت مجموعی اجتماعی طور پر نوعِ انسانی کے سامنے اپنے قول اور عمل سے حق کی شہادت دینی ہے۔

شہادت حق کی یہ عظیم ذمہ داری ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم شعوری طور پر اس ادائیگی کے لئے کمربستہ ہوں، لیکن مقامِ افسوس ہے کہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ نہ ذمہ داری کا شعور ہے اور نہ مسئولیت کا احساس۔ پھر اس کی ادائیگی کی فکر ہو تو کیسے ہو؟ ہم اس بات سے تو بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں "اُمت وسط" بنایا گیا ہے، ہمیں "خیر اُمت" کا لقب دیا گیا ہے، ہم سید المرسلین اور خاتم النبیین (ﷺ) کی اُمت میں شامل ہیں —— اور بلاشبہ یہ ہے بھی خوشی اور مسرت کا مقام —— لیکن افسوس کہ ہم کو اس بات کا بالکل احساس نہیں ہے کہ اس اُمت وسط اور خیر اُمت میں شامل ہونے کے عز و شرف کے ساتھ ساتھ ہمارے کاندھوں پر کس قدر عظیم ذمہ داری کا بوجھ بھی آن پڑا ہے اور شہادتِ حق کی اس ذمہ داری کے بارے میں ہمارا احتساب ہو گا۔ بقیہ پوری نوع انسانی سے باز پرس بعد میں ہو گی، پہلے ہم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اس حق کو کس طرح ادا کیا؟ تم رسولِ امینؐ کے قائم مقام تھے، تم اللہ کی آخری کتابِ ہدایت کے حامل تھے، تم پہاڑی کا چراغ تھے اور زمین کے نمک تھے۔ تم نے اپنے قول و عمل سے حق کی شہادت دینے کے لئے کیا محنتیں کیں، کتنی جدوجہد کی اور کتنی توانائیاں کھپائیں؟ غلبۂ دینِ حق کی جدوجہد اور فریضۂ شہادتِ حق کی ادائیگی میں کتنا مال کھپایا؟ کیا ان سوالوں کا کوئی جواب ہمارے پاس ہے؟ کیا ہم بارگاہِ خداوندی میں اس کا کوئی عذر پیش کر سکیں گے؟ اور خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اس محاسبہ سے ہم سب کو لازماً سابقہ پیش آ کر رہے گا!

(امیر تنظیم اسلامی کی کتاب "مطالباتِ دین" سے اقتباس)

اس شمارے میں

☆ خطابِ جمعہ　2
☆ افکارِ معاصر　4
☆ گوشۂ خواتین　5
☆ توضیح و تردید　8
☆ تحریک و تنظیم　9
☆ کاروانِ خلافت　10
☆ متفرقات　✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان

معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

تاجر برادری کو اس طرح چیلنج کرنا انتہائی غیر دانش مندانہ ہے

تاجر حکومت کشمکش شروع ہو گئی تو اس کے بہت خطرناک نتائج بر آمد ہوں گے

پرویز مشرف پاکستان کے حال سے مخلص ہیں انہیں ماضی یا مستقبل سے کوئی سرو کار نہیں

اگر ہم اب بھی نہ سنبھلے تو شاید بڑا عذاب آجائے جس کے بعد مہلت ختم ہو جاتی ہے

دینی جماعتوں نے جب بھی خالص دینی ایشو پر تحریک چلائی انہیں ناکامی نہیں ہوئی

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۶/ مئی ۲۰۰۰ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

چیف ایگزیکٹو کی تقریر

چیف ایگزیکٹو کی حالیہ پریس کانفرنس سے واضح ہو گیا ہے کہ وہ ایک صاف گو انسان ہیں اور اتنی بات بھی یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ وہ پاکستان کے "حال" سے بھی مخلص نظر آتے ہیں یعنی دنیا میں جو نظام رائج ہے اس کے ساتھ سٹیٹس کو برقرار رکھتے ہوئے عزت سے جینے کے خواہشمند ہیں۔ تاہم ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نہ تو پاکستان کے پس منظر اور ماضی کے ساتھ ان کا کوئی ذہنی و قلبی تعلق ہے نہ مستقبل میں احیائے اسلام کے ضمن میں پاکستان کے کردار کا انہیں کوئی ادراک ہے۔

پاکستان کے ماضی اور مستقبل سے لاتعلقی صرف پرویز مشرف ہی کا معاملہ نہیں' ہمارے جدید تعلیم یافتہ اور سیکولر ذہن رکھنے والے طبقات کے ساتھ ساتھ بہت سے مذہبی مزاج رکھنے والے افراد کا معاملہ بھی کم و بیش یہی ہے۔ بلکہ ہمارے ہاں نوبت تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اب پاکستانیوں کی ایک بڑی اکثریت پاکستان کے وجود کو ہی صحیح نہیں سمجھتی جس کا مظہر یہ ہے کہ پاکستان کی ایک بڑی سیاسی جماعت کی رہنما اور دیہی صوبہ سندھ کی نمائندہ بے نظیر بھی وہی کچھ کہہ رہی ہیں جو کبھی جی ایم سید کے خیالات ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح سندھ میں سندھی نیشنلزم کا ہوا پھر کھڑا ہو گیا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ سندھ کے گورنر کو سندھی قومیت کی حمایت پر استعفی دینا پڑا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مہاجر رہنما الطاف حسین نے بھی ایک حالیہ بیان میں صاف لفظوں میں دو قومی نظریئے کی نفی کر دی ہے۔

علاوہ ازیں پرویز مشرف صاحب نے اپنی تقریر میں جس انداز سے تاجر برادری کو چیلنج کیا ہے وہ انتہائی غیر دانشمندانہ و غیر حکیمانہ ہے۔ اگر حکومت نے اپنی روش پر نظرثانی نہ کی تو اندیشہ ہے کہ ملک سے سرمایہ بڑی تیزی سے باہر منتقل ہو جائے گا اور یہاں کچھ نہیں بچے گا۔ جہاں تک ٹیکس کلچر کی تنفیذ کے حوالے سے معیشت کی بحالی کا معاملہ ہے اگر موجودہ حکومت اپنا سارا زور بھی لگا لے اور عوام کو کولہو میں پیل کر ان کا سارا تیل نکال لے تو بھی

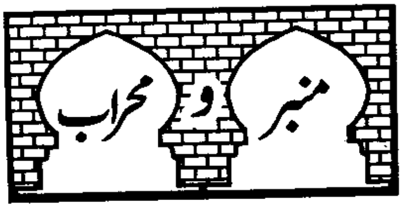

پاکستان کی معیشت درست نہیں ہو گی۔ اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ حکومت سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق اندرون و بیرون ملک ہر قسم کے سود کے خاتمے کا اعلان کر دے۔ اس کے بعد بتدریج ٹیکس کلچر کو رواج دیا جائے۔ پرویز مشرف نے خود اپنی تقریر میں کہا ہے کہ پاکستان کی ترقی کے دوسرے کاموں میں وقت لگے گا تو پھر غور طلب بات ہے کہ ٹیکس کلچر ایک دن میں کیسے نافذ ہو جائے گا۔ ٹیکس کلچر کے تدریجی نفاذ کے ضمن میں سروے کے بجائے انہیں ویلتھ ٹیکس کے گوشواروں سے ابتداء کرنی چاہئے اور املاک اور جو اشیاء ویلتھ ٹیکس دہندگان نے اپنے گوشواروں میں ظاہر نہیں کیں' انہیں ضبط کر کے ملکی معیشت کی اصلاح اور بحالی کے عمل کا آغاز کرنا چاہئے۔ اگر حکومت کی تاجروں کے ساتھ کشمکش شروع ہو گئی تو اس کے بہت خطرناک نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے لئے مذہبی و سیاسی جماعتیں بھی شامل ہو جائیں گی اور وہی حالات پیدا ہو سکتے ہیں جو ایوب اور بھٹو مخالف تحریکوں میں نظر آئے تھے۔ لیکن اس وقت حالات مختلف تھے۔ اب پاکستان اس قسم کی محاذ آرائی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر اس محاذ آرائی میں سندھی قوم پرست عنصر بھی شامل ہو گیا تو امریکہ جو پہلے ہی موقع کی تاک میں ہے' بھارت یا یو این او کے ذریعے پاکستان کے وجود کو ختم کرنے کی سازش کر سکتا ہے کیونکہ امریکہ میں بہت سی شخصیات اور ادارے بھارت کو پہلے ہی پاکستان پر حملے کی شہ دے رہے ہیں۔

دینی جماعتوں کے سربراہان کا اجلاس

پشاور میں دینی جماعتوں کے سربراہان کا اجلاس بہت سے اعتبارات سے خوش آئند ہے۔ اس اجلاس میں نفاذ شریعت سمیت دیگر دینی امور کے ضمن میں حکومت سے جو مطالبات کئے گئے ہیں وہ بلاشبہ نہایت اہم اور نہایت معقول ہیں۔ ہم ان کی پورے طور پر تائید کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان مطالبات پر بلاچون وچرا عمل پیرا ہو۔ میں دینی جماعتوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ان مطالبات کو مؤثر بنانے کے لئے ایک منظم متحدہ محاذ بنائیں جس کا ایک باقاعدہ دستور العمل ہو اور تمام ضروری قواعد و ضوابط پہلے سے طے شدہ اور معین ہوں۔ یہ اتحاد صرف دینی ایشوز پر تحریک چلائے اور سیاسی مقاصد سے خود کو الگ رکھتے ہوئے سیاسی جماعتوں یا کسی اور گروہ کا آلۂ کار بننے سے پرہیز کرے' کیونکہ ماضی میں جب بھی دینی جماعتوں نے سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر کوئی تحریک شروع کی اس کا فائدہ صرف سیاسی طالع آزماؤں کو پہنچا ہے' دینی جماعتوں یا دین کو کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ویسے بھی پاکستان کی باون سالہ تاریخ گواہ ہے کہ دینی جماعتوں نے جب بھی خالص دینی تحریک چلائی انہیں ناکامی نہیں

ہوئی۔ قرار داد مقاصد کی منظوری' قانون ختم نبوت اور قانون توہین رسالت ؐ اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ ہمارے نزدیک دینی جماعتوں کو اپنے ان مطالبات میں ارتداد کی شرعی سزا کا نفاذ اور غیر مسلموں کو پاکستان کے عوام میں تبلیغ پر پابندی کے مطالبے کو بھی ضرور شامل کر لینا چاہئے تاکہ فتنہ انگیزی کی جڑوں پر تیشہ چلایا جاسکے۔

اس وقت پاکستان میں ایک چومکھی جنگ یا دوسرے لفظوں میں خانہ جنگی کی راہ ہموار ہو چکی ہے۔ اس صورتحال سے بچاؤ اور ہمارے موجودہ مسائل اور تمام بحرانوں کا حل یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے دین کے وفادار بن جائیں اور قرآن کی طرف رجوع کریں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہم اپنی ذات اور اپنے گھر پر دین نافذ کریں۔ اس کے بعد متحد ہو کر ملک میں دین کے نفاذ کے لئے کوشش کریں۔ اگر ہم اب بھی نہ سنبھلے تو ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اللہ کی سنت کے مطابق ہمیں متنبہ کرنے کے لئے ۱۹۷۱ء میں سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں چھوٹا عذاب آ چکا ہے اور اگر ہم نے اب بھی اسلام کی طرف رُخ نہ کیا تو شاید وہ بڑا عذاب ہمارا مقدر بن جائے جس کے بعد مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ OO

قارئین واحباب نوٹ فرما لیں!

پاکستان ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والا

امیر تنظیم اسلامی' ڈاکٹر اسرار احمد

کا پروگرام

حقیقت دین

جو Ptv World پر ہر جمعرات کو شام سوا چھ بجے نشر ہوتا ہے' اب Ptv چینل پر ہر اتوار صبح ساڑھے نو بجے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین سنگم

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

ایف اے (آرٹس / جنرل سائنس گروپ)' آئی کام' آئی سی ایس اور بی اے کی ریگولر کلاسز

زیر انتظام : مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

رابطہ و معلومات

ناظم قرآن کالج' اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

تاثرات و مشاہدات

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع —— ساتھیو! مشعلوں کو تیز کرو !!

ایک رفیق تنظیم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کی جذبات و تاثرات سے معمور ایک منفرد تحریر جو قاری کے ذہن پر ایک گہرا تاثر چھوڑتی ہے

مذکورہ تحریر ایک مفصل مراسلہ کا حصہ ہے جو صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے ایک رفیق تنظیم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے قطر میں مقیم اپنے ایک تنظیمی ساتھی جاوید خان کے نام ارسال کیا تھا۔

ابھی چند دن پہلے تنظیم کا سالانہ اجتماع قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منعقد ہوا کیونکہ کھلے میدان میں جلسے جلوس اور اجتماعات پر پابندی تھی لہٰذا یہ اجتماع نومبر ۹۹ء سے ملتوی ہو کر اپریل ۲۰۰۰ء میں منعقد ہو پایا۔

ڈاکٹر صاحب نے حسب معمول نہایت گھن گرج کے ساتھ تقریر فرمائی اور اپنے روحانی انوار سے ہم سب کو مستفید ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ امیر محترم کی تقریر اگرچہ حسب سابق نہایت جامع اور موثر تھی اور حرارت ایمانی کے ساتھ ساتھ جذبہ عمل کو بھی مہمیز دینے کا باعث تھی تاہم اس بار خلافِ معمول قدرے مایوسی کا رنگ نمایاں تھا جبکہ بدن کی شکستگی اس پر مستزاد تھی۔ ان کا بڑھاپا اس نالائق اور نااہل اور نابکار و ناہنجار قوم کی بے حسی اور بے حمیتی پر ماتم کناں تھا۔ ان کی سفید داڑھی شکستہ بدن اور بوسیدہ ہڈیاں زبان حال سے اسی شہر لاہور میں اپنی پر خلوص دعوت کی ۳۵ سالہ روداد غم سنا رہی تھی اور بین السطور اس امر پر شکوہ سنج تھیں کہ ؎

اس بے وفا کا شہر ہے اور ہم ہیں دوستو!

مگر اپنی ٹوٹی ہوئی تمناؤں اور بکھری ہوئی آرزوؤں میں امید کی یہی ایک ہی کرن ان کی ڈھارس بندھا رہی تھی اور چٹان کی طرح اپنے موقف پر جمائے ہوئے تھی —— یعنی اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح —— اور اگرچہ ان کے گھٹنے بیٹھ رہے تھے —— اگرچہ وہ بیساکھی نما عصا کے سہارے اسٹیج پر آ رہے تھے' اگرچہ وہ ایک مردہ اور بے حس قوم سے مخاطب تھے' اگرچہ ان کی ۳۵ سالہ تاریخ دعوت ان کے حوصلے پر محو حیرت تھی اور اس کے دینوی نتائج پر خندہ زن تھی مگر اس سب کے باوجود جس داعیۂ صادقہ کی تڑپ ان کے مغموم و پریشان وجود سے یہ گرج دار آواز نکال رہی تھی کہ ؎ ساتھیو! مشعلوں کو تیز کر دو

وہ جذبہ صرف اور صرف —— اللہ کی رضا اور آخرت کی نجات و فلاح تھا۔

جاوید! اس بار اس بوڑھے درویش کی استقامت اور اولوالعزمی نے مجھے بہت رلایا۔ وہ جب اقامت دین کے موضوع پر درس قرآن کے لئے علی الصبح آڈیٹوریم کے دروازے پر بیساکھی نما عصا کے ساتھ نمودار ہوئے تو ان کے اس نئے حلیے نے میرے ذہن و دماغ کے خفتہ اور خوابیدہ گوشوں میں بھولی بسری یادوں کے دریچے کھول دیئے۔ بیساکھی والا نیا حلیہ کیا تھا؟ جرأت و عزیمت کی ایک مسلسل داستان —— اپنے موقف (حق) پر ڈٹ جانے کا پیغام —— اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جسم و جان کی جملہ صلاحیتوں کا ایثار۔ پھر جب وہ عصا کی مدد سے اسٹیج کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے تو معاً میری قوت متخیلہ نے اس مبارک و مسعود لمحے کو آن واحد میں سامنے کھڑا کر دیا جب جوانی دیوانی میں اس ثابت قدم درویش نے جمعیت طلبہ کے حوالے سے "خدا کی زمین پر خدا کا نظام" کے ولولہ انگیز تصور کو پردۂ ذہن پر کندہ اور لوح قلب پر ثبت کیا اور پھر تجربات و حوادث کی ضربوں نے نہ معلوم ان کے قلب و ذہن کی دنیا سے کتنے نقوش مٹائے اور کتنے آثار جمائے مگر اقامت دین کے جدوجہد کی فرضیت کے اس ایک نقش کو وہ اپنے ذہن و قلب کی تختی سے کھرچ نہ سکا ؎

تخم جس کا تو ہماری کشت جاں میں بو گئی
شرکت غم سے وہ الفت اور محکم ہو گئی

کے مصداق اس نقش کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی اور آج جب کہ وہ بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکا ہے اور جس چراغِ حقیقت کو وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چلا تھا بیساکھی نے ان کے ایک ہاتھ پر قبضہ کر کے چھین لیا ہے مگر ایک ہاتھ پر بدستور اس مرد درویش کا قبضہ تھا جس میں وہی چراغ لئے وہ اسٹیج پر سے ہمیں یہی پکار رہا تھا کہ —— ساتھیو! مشعلوں کو تیز کر دو —— ساتھیو مشعلوں کو تیز کر دو!

ڈاکٹر اسرار احمد کا دس نکاتی فارمولا

حافظ شفیق الرحمٰن

حالات حاضرہ کے حوالے سے امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک اہم خطاب "پاکستان۔ فیصلہ کن دوراہے پر" کتابی شکل میں شائع کروا کے عوام الناس کی شعوری بیداری کے لئے بڑی تعداد میں عام کیا گیا۔ اس مہم کے دوران یہ کتاب تمام قومی اخبارات کے معروف کالم نگاروں کو بھی ارسال کی گئی۔ روزنامہ "دن" کی ۲۴ مئی کی اشاعت میں امیر محترم کے اس خطاب کے بارے میں ایک تائیدی کالم شائع ہوا' جس میں موجودہ ملکی حالات کے حوالے سے امیر تنظیم اسلامی کے کردار کو شاہ ولی اللہ کے اس تاریخی کردار کے مماثل قرار دیا گیا ہے جو مغلیہ سلطنت کے دور زوال میں مسلمانان برصغیر کے قومی و سیاسی وجود کو بچانے کے ضمن میں شاہ صاحبؒ نے ادا کیا تھا۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے یہ کالم پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارے مقتدر طبقات کی پیہم استعمار پرستی' مسلسل سامراج نوازی اور متواتر مغرب دوستی نے وطن عزیز کی سالمیت کے سفینے کو گرداب میں پھنسا دیا ہے۔ انفعالی پالیسیوں اور مرعوبیت زدہ حکمت عملیوں کی وجہ سے عالمی برادری میں اب ہمارے لیے جائے ماندن رہی ہے نہ پائے رفتن ـــــ پیچھے کھائی ہے اور آگے تاریک سمندر ـــــ زمام حکومت کمزور ہاتھوں میں ہو یا عنان اقتدار منتخب سیاسی حکمرانوں کے مضبوط ہاتھوں میں ـــــ آثار و قرائن یہی بتاتے ہیں کہ دونوں نامعلوم وجوہات کی بناء پر ملکی وقار اور ملی افتخار کی ناؤ کو ساحل آشنا کرنے میں ناکام رہے ہیں ہر کسی نے امریکیوں کی خوشنودی کو اپنی حکومت کا نصب العین بنائے رکھا۔ نتیجہ یہ ہے کہ بقول ڈاکٹر اسرار احمد آج پاکستان ایک فیصلہ کن دوراہے پر کھڑا ہے۔ اندریں حالات ہر پاکستانی کے محسوسات کا عالم یہ ہے کہ

کھڑا ہوں دوراہے پر سوچتا ہوں کس طرف جاؤں
نہ خوش ہے یہ جہاں مجھ سے نہ خوش ہے وہ جہاں مجھ سے

ڈاکٹر اسرار احمد تاریخ کے اس نازک موڑ پر وہی کردار ادا کر رہے ہیں جو برصغیر میں مغلیہ سلطنت کے عہد انحطاط میں شاہ ولی اللہ نے کیا انہوں نے ولی اللہی فکر کے ایک منفرد علمبردار کی حیثیت سے عصر حاضر کی لادینی تحریکوں' طاغوتی افکار اور ابلیسی نظریات کے خلاف تنظیم اسلامی کے محاذ سے جہاد مسلسل کی ایک منظم تحریک برپا کر رکھی ہے۔ ظلمتوں کے اس دور میں ان کا وجود آفتاب ضیاء بار کی حیثیت رکھتا ہے۔ آیئے! ڈاکٹر صاحب کے ایک فکر انگیز مقالے کے آئینے میں صورت حال کی چہرہ خوانی کرتے ہوئے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ منجدھار میں پھنسے ہوئے اس سفینے کو کیونکر ثابت و سالم کامرانی و شادمانی کے کناروں پر لنگرانداز کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں :

۱ سب سے پہلی بات یہ کہ اپنے قیام کی وجہ جواز اور اپنی نظریاتی اساس سے از سرنو وابستگی اختیار کی جائے' اور ہم پوری دنیا میں اس نظریئے اور نظام کے علم بردار بن کر داعی کی حیثیت سے کھڑے ہو جائیں۔ اس لئے کہ داعی کے اندر جو طاقت ہوتی ہے وہ عام Passive آدمی کے اندر نہیں ہوتی۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ (offense is the best defence)۔

۲ پوری دنیا سے isolate ہونے کے خطرے کو ذہناً قبول کرتے ہوئے توبہ اور انابت کے ذریعے اپنا رشتہ صرف اللہ رب العزت سے استوار کیا جائے۔

۳ شریعت اسلامی کے عملی نفاذ کے عمل کو تیز رفتاری سے بروئے کار لایا جائے۔ اس ضمن میں اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعے بہت کام ہوا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل اتنے عرصے سے کام کر رہی ہے اور اس پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس میں تمام مکاتب فکر کے چوٹی کے علماء شریک رہے ہیں اور انہوں نے خاصا کام کیا ہے جو سفارشات کی صورت میں موجود ہے۔ صرف اس کے نفاذ کا مرحلہ باقی ہے۔

۴ اندرونی اور بیرونی طور پر سود کو فوراً ختم کیا جائے' اس لئے کہ ہماری معیشت اس کے بغیر مستحکم ہو ہی نہیں سکتی' چاہے ہم کتنا ہی زور لگالیں' چاہے ورلڈ بینک سے شوکت عزیز صاحب آجائیں یا معین قریشی آجائیں۔ ہمارے بجٹ کا سب سے بڑا حصہ تو سود میں نکل جاتا ہے' لہٰذا بات آگے کیسے بڑھے گی۔ چنانچہ اگر آپ کو بحالی معیشت کے لئے قدم اٹھانا ہے تو سود کا خاتمہ لازمی ہے' اس کو ختم کر کے ہی آپ اپنے بجٹ کو کچھ نہ کچھ متوازن کر کے ملکی معیشت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر سکتے ہیں۔

۵ بیرونی اعتبار سے چین کی طرف سے دوستی کی پیشکش کا خیر مقدم کیا جائے۔ کلنٹن نے بھارت کے ساتھ دوستی اور خیر سگالی کے جذبات جس طرح ظاہر کئے ہیں کہ وہاں ہولی بھی کھیلی ہے' راجستھانی عورتوں کے ساتھ ناچ بھی ناچا ہے اور وہاں کی پارلیمنٹ میں بھیگی بلی بنے رہے ہیں' یہ جو کیفیت ہے چائنا نے اس کا نوٹس لیا ہے اور چائنا کی طرف سے رد عمل کا اظہار ہمارے لئے فوری طور پر خوش آئند ہے۔ بلکہ مجھے ایک صاحب نے بتایا ہے کہ چینی حکومت کے کسی اعلیٰ عہدیدار نے کہا ہے کہ ہم پاکستان کے ساتھ دفاعی معاہدہ کرنے کیلئے بھی تیار ہیں۔ اگر یہ بات کہی گئی ہے تو ہمیں آگے بڑھ کر چین کا ہاتھ تھامنا چاہئے اور فوری طور پر یہ کام کرنا چاہئے۔

۶ طالبان سے نہ صرف مکمل یک جہتی ہو بلکہ پاکستان اور افغانستان کا کنفیڈریشن عمل میں آئے' جس پر میں پہلے بھی گفتگو کر چکا ہوں۔ یہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

۷ ایران سے جتنی بھی ممکن ہو مفاہمت اور understanding بڑھائی جائے۔ اس ضمن میں ایران کا جو مطالبہ رہا ہے' جسے ہم نے اب پورا کیا ہے' میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ اس کا تیل اگر پائپ لائن کے ذریعے پاکستان سے گزر کر بھارت جاتا ہے تو ہمیں اس کے مفاد کی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہئے۔ آخر ایران ہمارا دوست ہے۔ بالآخر ہم تینوں ملک پاکستان' ایران اور افغانستان مل کر ہی درحقیقت نیو ورلڈ آرڈر کی یلغار کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہی وہ آخری چٹان ہے جو اس یلغار کے مقابلے میں کھڑی ہو سکتی ہے۔

۸ عالمی مالیاتی اداروں اور مغربی ممالک کی طرف سے عائد کی جانے والی پابندیوں کے لئے پوری طرح تیار ہو جائیں۔ قرآن حکیم نے ہمیں پہلے ہی سے آگاہ کر دیا ہے۔

۹ نیوکلیئر پروگرام کو نہ صرف یہ کہ برقرار رکھا جائے بلکہ جتنا بھی ممکن ہو مزید develop کیا جائے۔

۱۰ اپنی اس نیوکلیائی صلاحیت کو دیگر مسلمان ممالک کے ہاتھ فروخت کیا جائے۔ کسی مسلمان ملک کو اللہ نے تیل دیا ہے تو ہم اس سے تیل خریدنے پر مجبور ہیں' اسی طرح اگر اللہ نے ہمیں یہ صلاحیت دی ہے تو ہمیں اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے۔

ضرورت رشتہ

۲۴ سالہ BDS' سنی سید گھرانہ کی باپردہ دوشیزہ کے لئے موزوں رشتہ کی تلاش ہے۔ ترجیح سنی سید گھرانے کے تعلیم یافتہ' مذہبی مزاج کے برسر روزگار فرزند کو دی جائے گی۔
رابطہ : ڈاکٹر امجد علی بخاری
مکان 339' سٹریٹ 84' سیکٹر G-11/3' اسلام آباد

حلقہ خواتین کے سالانہ اجتماع عام میں چھ صد سے زائد خواتین نے شرکت کی

قرآن مجید کے حقوق' خواتین کا قیام خلافت میں کردار اور اسلام میں عورت کا مقام جیسے اہم موضوعات پر مؤثر خطابات ہوئے

اجتماع سے خواتین مقررات کے علاوہ امیر تنظیم اسلامی نے بھی خطاب فرمایا

حلقہ خواتین لاہور کا سالانہ اجتماع عام

ایک جائزہ —— ایک رپورٹ

الحمد للہ! تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کے زیر اہتمام ۷ مئی ۲۰۰۰ء بروز اتوار قرآن آڈیٹوریم میں سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ نائب ناظمہ امت المعطی صاحبہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہی تھیں۔ کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز ہونے کے لئے تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کی ناظمہ محترمہ بیگم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ اور مہمانِ خصوصی کے لئے ملتان کی ناظمہ پروفیسر صغریٰ خاکوانی صاحبہ کو دعوت دی گئی۔ پونے نو بجے اجتماع کا آغاز ہوا اور تلاوتِ کلام پاک کے لئے رفیقہ تنظیم اسلامی خنساء عارف کو دعوت دی گئی جنہوں نے سورۂ آل عمران کی آیات ۱۰۲ تا ۱۱۰ کی تلاوت کی۔ انہی آیات کی روشنی میں تقویٰ کی وضاحت کرتے ہوئے رفیقہ تنظیم رافعہ مبشرہ نے کہا کہ "لفظ تقویٰ میں صرف خوف خدا ہی نہیں بلکہ محبت الٰہی بھی شامل ہے۔ تقویٰ کا حق یہ ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت کرے نافرمانی نہ کرے' شکر کرے ناشکری نہ کرے' اس کے تین ثمرات ہیں کفر و شرک سے بچنا' معاصی سے اجتناب اور دل کو غیر اللہ سے بچا کر اللہ کو یاد رکھنا"۔

سٹیج سیکرٹری امت المعطی صاحبہ نے اس اجتماع کا اصل موضوع "قرآن مجید سے ہمارا تعلق" قرار دیتے ہوئے کہا کہ تمام تقاریر اسی موضوع کے گرد گھومتی نظر آئیں گی اور بعض باتوں کی تکرار بھی آپ کو سننے میں ملے گی۔ اس کے بعد حمد باری تعالیٰ کے لئے رفیقہ تنظیم اسلامی طوبیٰ اسعد تشریف لائیں۔

رفیقہ تنظیم صائمہ مجیب الرحمٰن صاحبہ نے قرآن مجید کے پانچوں حقوق یعنی (۱) اسے مانا جائے (۲) اسے پڑھا جائے (۳) اسے سمجھا جائے (۴) اس پر عمل کیا جائے (۵) اسے دوسروں تک پہنچایا جائے' کو علیحدہ علیحدہ مختصراً اور بہت عمدہ طریقے سے واضح کیا۔ بعد ازاں قرآن مجید کا پہلا حق کہ اسے مانا جائے یعنی ایمان لایا جائے کو اجاگر کرنے کے لئے رفیقہ تنظیم اور قرآن کالج فار گرلز کی پرنسپل سعیدہ اختر صاحبہ تشریف لائیں انہوں نے کہا کہ "ہر انسان کی فطرت میں یہ بات موجود ہے کہ وہ کائنات کے متعلق سوچ و بچار کرتا ہے۔ مختلف قسم کے سوالات اس کے ذہن میں اٹھتے ہیں جن کا جواب صرف علم حقیقی کے ذریعے ممکن ہے۔ قرآن و حدیث اور انبیاء کی تعلیم پر ایمان لانے سے بے چینی اور اضطراب دور ہوتا ہے' تسکین حاصل ہوتی ہے اور یہی لفظ ایمان کے مادہ امن کا مفہوم ہے یعنی ایسا امن جس میں خوف اور حزن نہ ہو۔ قرآن مجید پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ اس کو یقین قلب سے اللہ کی کتاب مانا جائے اور اس کے احکامات پر عمل کیا جائے"۔

عمل صالح کے موضوع پر رفیقہ تنظیم اسلامی کلثوم شبیر صاحبہ نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ "عمل صالح میں قرآن کے تین حقوق یعنی اسے پڑھا جائے' اسے سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے' شامل ہیں۔ قرآن کو پڑھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے انہوں نے حدیث مبارکہ سنائی کہ جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے اس پر اللہ کی رحمت برستی ہے' شیطان دور بھاگتا ہے اور برکت ہوتی ہے۔ ہماری بعض بہنوں کی طرف سے یہ سوال آتا ہے کہ گھروں میں قرآن کی تلاوت بھی کی جاتی ہے پھر برکت کیوں نہیں ہوتی' اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پڑھا تو جاتا ہے لیکن رسماً پڑھا جاتا ہے۔ اس کے احکام کو اپنی زندگیوں پر لاگو نہیں کیا جاتا"۔

رفیقہ تنظیم اسلامی عظمیٰ صاحبہ نے پرسوز آواز میں حمد باری تعالیٰ پیش کی۔

قرآن مجید کے پانچویں حق یعنی اسے دوسروں تک پہنچایا جائے کے ضمن میں تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے موضوع پر رفیقہ تنظیم امت الهادی صاحبہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ "مجبوراً خاموش ہو جانا صبر نہیں ہے بلکہ صبر وہ ہے جو پہلی چوٹ پر اور صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔ کسی غم اور تکلیف پہنچنے پر اللہ کے متعلق شکوہ لوگوں کے سامنے نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ سے شکوے شکایات ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ دل اللہ کی محبت سے لبریز ہونا چاہئے۔ قرآن مجید کے احکامات کی تبلیغ کرتے ہوئے تکالیف آنے پر صبر کو انہوں نے سورۂ عنکبوت کی آیت کے حوالے سے واضح کیا۔ انہوں نے ان تکالیف و شدائد کا حوالہ دیا جو کفار اور مشرکین عرب کی جانب سے آنحضور ﷺ اور ان کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جھیلنا پڑیں۔ ظاہر ہے کہ اس زمانے کا ایمان لانا اور تھا اور اب ایمان لانا اور ہے اس دور میں ایک دفعہ کلمہ پڑھنا مشکل تھا اب خواہ ستر ہزار مرتبہ بھی کلمہ پڑھ لیں تو کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے۔ دین کی تبلیغ کرتے ہوئے اگر دنیا والوں اور رشتہ داروں کی طرف سے کچھ کڑوی کسیلی باتیں سننی ہی پڑتی ہیں تو ان پر صبر کرنا چاہئے"۔

سمیعہ خان اور منزہ مسعود صاحبہ نے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کے متعلق تاثرات میں کہا کہ "انہیں اس کورس سے بہت فائدہ حاصل ہوا ہے۔ کئی سالوں کی دنیاوی تعلیم کے مقابلہ میں ایک سال کے دوران بہت کچھ سیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملا ہے۔"

"خلافت میں خواتین کا حصہ" امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اس موضوع پر خواتین سے خطاب کیا۔ حسب سابق امیر محترم نے سکرین کے پیچھے سے خطاب کیا یعنی امیر محترم اور خواتین کے درمیان ایک بڑی سکرین حائل تھی جس کے آر پار دیکھنا ممکن نہ تھا۔ سورۂ نور آیت نمبر ۵۵ کے حوالے سے آپ نے کہا کہ اب جب

خلافت قائم ہو گی تو پوری دنیا میں قائم ہو گی اور اس کے نتیجہ میں ہر طرف سکون اور امن ہو گا لیکن یہ کام مسلسل اور پیہم محنت سے ہو گا جیسا کہ آنحضور ﷺ اور ان کے صحابہ کرام ؓ نے محنت کی ـــــ انہوں نے کہا کہ جس طرح مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے غم خوار اور ساتھی ہوتے ہیں اسی طرح سے منافق مرد اور منافق عورتیں بھی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ منافق وہ ہیں جو اپنی جان اور اپنا مال بچا بچا کر رکھتے ہیں اگر خیریت رہے آزمائش نہ آئے تو خوش رہتے ہیں لیکن جب آزمائش کا وقت آتا ہے تو وہ اوندھے منہ گر پڑتے ہیں۔ عام مسلمانوں میں یہ مرض نہیں ہوتا بلکہ یہ مرض ان میں پیدا ہوتا ہے جو دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں شامل ہونے کے باوجود جان و مال کی قربانی سے گریز کرتے ہیں ـــــ اور نفاق کا اندیشہ مومن مرد و عورت ہی کو ہوتا ہے' اور جن میں ایمان ہی نہیں ان کو اس کا ڈر اور فکر نہیں ہوتا۔ اب ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں ہم میں بھی نفاق تو موجود نہیں۔ منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو چوری چکاری اور برے کاموں کا حکم نہیں دیتے تھے بلکہ ان کا اصل جرم یہ تھا کہ وہ اللہ کی راہ میں مال' وقت اور جان کھپانے سے روکتے تھے جبکہ مومن مرد اور عورتیں دین کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے اور ایک دوسرے کو نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں۔ عورتوں کا خلافت میں حصہ اور کردار یہ ہے کہ اگر ان کے شوہر دین کی تبلیغ کے لئے مصروف ہیں تو عورتوں کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ گھر اور بچوں کی مصروفیات کا زیادہ بوجھ ان پر نہ ڈالیں تاکہ وہ یکسو ہو کر دین کے فرائض انجام دے سکیں۔"

اس کے بعد صغریٰ خاکوانی' جو حلقہ خواتین ملتان کی نقیبہ ہیں' نے عمدہ اور مؤثر انداز میں اسلام میں عورت کا مقام واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ چیزیں اپنی ضد کے حوالے سے زیادہ پہچانی جاتی ہیں لہٰذا اسلام میں عورت کے مقام کو سمجھنے کے لئے باقی مذاہب میں عورتوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے اس کا تذکرہ ضروری ہے۔ مختلف ممالک میں عورتوں کو مختلف انداز میں ذلیل کیا گیا۔ یہ بات مشہور کی گئی کہ عورت کو برائیوں کا پنڈورا دیا گیا تھا جو اس نے کھول دیا اور وہ اب ان برائیوں کی لپیٹ میں ہے۔ عورت کو موت سے بڑھ کر کڑوی "گناہ کی پوٹ' تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا۔ یہ تصور بھی پایا جاتا ہے کہ چونکہ حوا نے آدم کو بہکایا تھا لہٰذا سزا کے طور پر Labour Pain میں مبتلا ہوتی ہے۔ بھارت میں عورت کو غلامی میں جکڑا جاتا ہے۔ بیوہ کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ اس کا سایہ بھی کسی پر پڑنے نہیں دیا جاتا تھا لہٰذا انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ ستی ہونا زیادہ آسان سمجھا۔ ایران میں سب سے بڑی روحانی اذیت دی جاتی تھی کہ بہنوں اور بیٹیوں کی عزت سے کھیلا جاتا تھا۔ عرب میں مظالم کی انتہا تھی۔ عورت ورثہ میں تقسیم کی جاتی تھی۔ شوہر کی موت کے بعد لوگ چادر ڈال کر عورت کو پکڑتے تھے اور جس کی چادر میں وہ آ جاتی اس کو اپنی ملکیت میں لے لیتے تھے۔ شائد اسی لئے باپ پیدا ہوتے ہی اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ـــــ اسلام نے عورت کو صحیح مقام دلایا ہے۔ سب سے بڑا احسان عورت کے لئے نکاح ہے۔ عورت ذات کو تحفظ دینے کے لئے اور اس کو لوگوں کی نظر بد سے بچانے کے لئے یہ ایک مناسب طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ بیٹی کو نکاح کے لئے مکمل انتخاب کا حق دیا ہے۔ نکاح کے موقع پر مہر عورت کے لئے ایک معاشرتی استحکام ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس کو بے اثر کر دیا گیا ہے ـــــ مرد کو نان نفقہ کی ذمہ داری کا پابند کر دیا گیا ہے جبکہ عورت کے لئے گھریلو امور کی انجام دہی فرض نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم آیا ہے اور مرد کو پابند کیا گیا ہے کہ عورت بیوی ہے باندی نہیں ہے۔ اگر رکھتے ہو تو بھلے طریقہ سے رکھو اور اگر چھوڑتے ہو تو احسن طریقہ سے چھوڑو۔

حضور ﷺ کی اپنی تمام ازواج مطہرات کے ساتھ یکساں حسن سلوک کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہرات کو دو دو درہم دیئے اور ہر ایک کو تاکید کر دی کہ اس کا علم کسی کو نہ ہو۔ کچھ عرصے بعد تمام ازواج نے آنحضور ﷺ کو گھیر لیا کہ ہمیں بتائیں آپ کو کس زوجہ سے زیادہ محبت ہے تو آپ ان کی محفل سے یہ کہتے ہوئے اٹھ گئے کہ دو درہم والی سے۔ اب ہر زوجہ نے یہی محسوس کیا کہ دو درہم والی تو وہی ہے۔ اس طرح آنحضور ﷺ نے تمام ازواج کو مطمئن اور مسرور کر دیا ـــــ آج کل مغربی ذہنیت والی عورتوں کی طرف سے مرد و زن کی مساوات کا جو نعرہ بلند ہو رہا ہے اس میں ان باتوں کا بہت رونا رویا جاتا ہے کہ مردوں کو ہر معاملہ میں دگنا حصہ کیوں دیا گیا ہے' کیا ہم عورتیں پوری انسان نہیں؟ کیا ہم آدھی ہیں؟ حالانکہ قرآن کے مطابق گواہ بنانے میں ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کا ذکر ہے اور اس کی وجہ بھی بیان ہو گئی کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے اور اس میں حقیقت ہے کہ ایک عورت جو کہ گھر میں بیٹھنے والی ہے' شرم و حیا والی ہے اس کے لئے اول تو عدالت میں جا کر گواہی دینا ایک مشکل بات ہے اور اگر اس کو اکیلے گواہی دینا پڑے تو اور بھی مشکل ہے۔ ہاں اگر اس کو یہ آسرا ہو کہ ایک اور عورت بھی میرے ساتھ ہے جو میرے ساتھ گواہی دینے والی ہے تو اس کو حوصلہ ہوتا ہے۔

دوسرا اعتراض عورتوں کو یہ ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورتوں کو ورثہ میں نصف حصہ کیوں دیا گیا ہے۔ اس کا جواب واضح ہے۔ مثال کے طور پر رابعہ اور زید دو بہن بھائی ہیں۔ رابعہ کو تین لاکھ حصہ ملا ہے جبکہ زید کو ۶ لاکھ کا حصہ ملا ہے۔ اب رابعہ تو اپنے حصہ کو لے کر اپنے سسرال چلی جائے گی اور اب وہ اس پر پابند نہیں ہے کہ اپنے حصہ کو میاں اور بچوں پر خرچ کرے' جب کہ زید اپنے حصہ سے نہ صرف اپنے بیوی بچوں کی کفالت کرتا ہے بلکہ شادی بیاہ اور عید بقر عید پر بہن کے میکے آنے پر اس کی خاطر تواضع میں خرچ کرتا ہے۔ اس طرح سے زید کا حصہ تو کچھ ہی عرصہ میں ختم ہو جاتا ہے جبکہ رابعہ کا حصہ جوں کا توں موجود رہتا ہے۔

اسلام میں مرد و عورت دونوں کے حقوق و فرائض ہیں اخلاقی لحاظ سے مرد و زن میں کوئی فرق نہیں۔ جنت کی راہیں دونوں کے لئے یکساں ہیں۔ قرآن مجید عورت کا اصل مقام اس کے گھر کو قرار دیتا ہے اور اس کے لئے حکم ہے وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ اور آج کی عورت کے لئے گھر میں بیٹھنا سب سے بڑا جہاد ہے آج اگر عورت کو دو دن بھی گھر بیٹھنا پڑے تو اس کو ایک عذاب محسوس ہوتا ہے اور وہ بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑتی ہے۔

ظہور اسلام سے قبل عورت پر علم کے دروازے بند تھے۔ اللہ نے ہم پر احسان عظیم کیا اور حدیث مبارکہ ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ)) میں عورت کو تعلیم دینا فرض اور ضروری قرار دیا صرف یہی نہیں کہا گیا کہ عورت بھی علم حاصل کر سکتی ہے بلکہ مرد اور عورتوں کے لئے تعلیم کی یکساں فرضیت بیان کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ عورت کو پردے کا حکم دیا گیا ہے کہ عورت چھپائی جانے والی چیز ہے لہٰذا اپنے آپ کو چھپا کر رکھیں۔ بری نگاہ مکھی سے زیادہ گندگی رکھتی ہے۔ مکھی جہاں بیٹھتی ہے اپنے گندے جراثیم وہاں چھوڑ جاتی ہے۔ اسی طرح بری نگاہ بڑے فتنے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر عورت خوبصورت رہنا چاہتی ہے تو اپنے چہرہ کو پردے میں چھپا کر رکھے۔ حسن پوشیدہ ہوتا ہے اور اللہ بھی پوشیدہ ہے اس طرح سے کسی درجہ میں اللہ سے مماثلت ہو جاتی ہے۔ دو سوال ایسے ہیں جو خواتین کی جانب سے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ چہرہ کے پردہ کی کیا ضرورت ہے' پردہ تو دل کا ہوتا ہے۔ ان کے لئے جواب ہے کہ کیا خدانخواستہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے دل میں پردہ نہیں تھا؟ ان کو پردے کا حکم دیا گیا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ حج جیسی عبادت میں چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے تو پھر چہرے کے پردہ کی کیا ضرورت ہے ان کے لئے جواب یہ ہے کہ کیا حج کے بعد

باقی ممنوعہ امور یعنی تعلق زن و شوہر' جوؤں کو مارنا' نہانا دھونا وغیرہ تمام عمر کے لئے چھوڑ دیئے جاتے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو صرف چہرہ کے پردہ چھوڑنے میں کیا جواز ہے؟ اگر چہرے کے پردہ کا حکم نہیں ہے تو محرموں اور نامحرموں کی تمیز کیوں رکھی گئی ہے۔ محرم کے لئے عورت کا ستر چہرے کی ٹکیہ' ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ تمام جسم ہے۔ اگر نامحرم کے سامنے بھی چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے تو پھر تو محرم اور نامحرم برابر ہو گئے۔

سب سے آخر میں مہمان مقررہ رضیہ مدنی صاحبہ نے نکاح کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تین چیزوں کے بارے میں جلدی کرنے کا حکم ملتا ہے ایک نماز کہ جب اس کا وقت ہو جائے' دوسرا جنازہ اور تیسرا جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کے نکاح میں دیر نہ کی جائے' آج کل یہ تصور ہے کہ لڑکا پڑھ لکھ جائے' چار پیسے کمانے والا ہو جائے تو شادی کی جائے' حالانکہ نکاح کرنے میں معاشی تنگی کو سامنے نہیں رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے والوں کے لئے رزق کا وعدہ کیا ہے۔ آیت مبارکہ ہے "نکاح کر دیا کرو اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔" رضیہ مدنی صاحبہ نے حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ کے نکاحوں اور آج کل کی ہونے والی شادیوں میں ہونے والی خرافات کا موازنہ کرتے ہوئے خواتین کو اس بات کی ترغیب دی کہ نکاح کو آسان بنایا جائے۔

آخر میں صدر مجلس بیگم ڈاکٹر اسرار احمد نے اجتماع میں شریک خواتین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔ جن رفیقات کو انتظامی ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں انہوں نے بہت اچھے طریقے سے اس کو نبھایا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ کے فضل و کرم سے اجتماع منظم طریقہ پر پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اگرچہ گرمی اپنے جوبن پر تھی تاہم پھر بھی خواتین اور رفیقات کی عمومی حاضری تقریباً چھ سات سو کے لگ بھگ تھی۔

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۱۹ تا ۲۵ مئی ۲۰۰۰ء

علماء قرآنی قانون کو دنیا کا سب سے اعلیٰ اور قابل عمل قانون ثابت کریں

حضرت امیرالمؤمنین ملا محمد عمر نے علماء کرام پر زور دیا ہے کہ وہ مغربی پروپیگنڈے کے خلاف دلائل اور براہین سے قرآنی قانون کو دنیا کا سب سے اعلیٰ اور قابل عمل قانون ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ علماء کرام کی رسائی دنیا کے مختلف شعبوں سے تعلقات رکھنے والے افراد تک ہو سکتی ہے۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ وہ اس دور میں اپنے علم' دلائل اور براہین سے لوگوں کو سمجھائیں کہ اسلام کا عادلانہ نظام دنیا کے امن و سکون اور ترقی کا ضامن ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مغربی ممالک خصوصاً امریکہ اور روس دنیا کے سامنے اسلام کو ناقابل عمل و تنفیذ اور متعصب و متشدد بلکہ ترقی کے متصادم مذہب کے طور پر پیش کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ اسی لئے وہ افغانستان میں طالبان کے نافذ کردہ اسلامی نظام کی مخالفت کر رہے ہیں۔ علماء کرام کو چاہئے کہ جہاں تک ان کی رسائی ممکن ہو اس مغربی پروپیگنڈے کا دلائل سے جواب دیں۔ یہ علماء کرام پر ایک بڑی ذمہ داری ہے۔

افغان ترکمن سرحد پر تجارتی سرگرمیاں عروج پر

افغان ترکمن سرحد پر ان دنوں تجارتی سرگرمیاں اور چہل پہل اپنے عروج پر ہے۔ ایک طرف افغانی تاجر مختلف قسم کی اشیاء امپورٹ کرنے میں مصروف ہیں تو دوسری طرف امارت اسلامیہ نے بھی مال ڈیپورٹ کرکے کسٹم بروسز اور کمیونیکیشن سروسز کی مد میں مختلف سہولیات فراہم کی ہیں۔ تورغنڈی پورٹ پر متعین افغان اہلکار نے بتایا کہ فی الوقت روزانہ دو مال گاڑیاں اور سینکڑوں گاڑیوں پر مشتمل مختلف قسم کی اشیاء افغانستان برآمد کی جا رہی ہیں جبکہ مذکورہ اشیاء کی نقل و حمل کے سلسلے میں سینکڑوں گاڑیاں موجود ہیں جو مناسب کرائے پر تجارتی اشیاء تورغنڈی سے ملک کے کونے کونے تک پہنچاتی ہیں۔

بینکوں کا یومیہ منافع ۱۲۰۰ ملین سے زائد ہے ○ سربراہ افغان بینک ننگرہار

افغان بینک ننگرہار کے سربراہ قاری رفیع اللہ نے کہا ہے کہ گزشتہ ادوار میں تمام قومی ادارے نام نہاد کمانڈروں اور تنظیموں کے درمیان تقسیم ہو چکے تھے۔ یہ ادارہ بھی ایک کمانڈر کی ہدایات کے تحت چل رہا تھا۔ بینک کے اصول و ضوابط نیست و نابود ہو چکے تھے اور خیانت و بے اصولی کا یہ عالم تھا کہ بینک کے سربراہ کو خاص حصہ دیئے بغیر بینک سے رقم نکلوانا ممکن نہ تھا۔ ہر شعبہ میں رشوت عام تھی' عوام سخت پریشان تھے۔ انہوں نے کہا کہ الحمد للہ اب بینکوں میں اسلامی شریعت کے اصولوں پر عمل درآمد ہو رہا ہے' رشوت خور عملہ فارغ کر دیا گیا ہے' سود کی لعنت ختم ہونے کی وجہ سے کاروبار احسن طریقے سے ہو رہا ہے۔ جلال آباد میں پشتنی تجارتی بینک اور افغان ملی بینک جبکہ کسٹم ہاؤس میں شہری بینک اور زرعی بینک فعال کر دیئے گئے ہیں اور صرف کسٹم ہاؤس کے شہری بینک کا یومیہ منافع سات سے آٹھ سو ملین افغانی ہے جبکہ تمام بینکوں کا یومیہ منافع بارہ سو ملین سے زائد ہے۔ بینک کے عملے کیلئے صورت اور سیرت شریعت کے مطابق رکھنا ضروری ہے روزانہ کام شروع کرنے سے قبل بینکوں میں درس قرآن ہوتا ہے جس میں تمام عملے کی شرکت لازمی قرار دی گئی ہے۔

گناہ سرزد ہو گیا' حد جاری کرکے پاک کریں ○ افغان سپریم کورٹ میں نوجوان کی فریاد

شرعی قوانین کا نفاذ ایک ایسا مبارک عمل ہے جس کے اثرات اجتماعی زندگی کے ساتھ ساتھ انفرادی طور پر ہر شخص کی ذات پر بھی مرتب ہوتے ہیں' اس حقیقت کی ایک تازہ مثال قندھار میں اس وقت رونما ہوئی جب فکر آخرت سے معمور ایک نوجوان نے سپریم کورٹ نمبر ۲ کے چیف جسٹس مولوی شہاب الدین دلاور کی شرعی عدالت میں خود حاضر ہو کر زنا کے قبیح جرم کا اقرار کیا۔ قانون شریعت کے پیش نظر نوجوان کے اقرار کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے لوٹا دیا گیا مگر دوسرے روز وہ پھر آ گیا' چیف جسٹس نے اسے دوبارہ لوٹا دیا مگر وہ تیسرے روز پھر آ گیا یوں جب اس نے چوتھی بار اقرار کیا تو چیف جسٹس نے مزید کارروائی کی تکمیل کے بعد اس پر شرعی حد جاری کر دی۔ سزا کی تکمیل کے بعد نوجوان کے چہرے سے چھلکتے ہوئے خوشی کے آثار ہر شخص نے محسوس کئے۔ نوجوان نے تشکر آمیز لہجہ میں چیف جسٹس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے دنیا ہی میں اس گناہ کی سزا سے پاک کر دیا ورنہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا منہ لے کر جاتا۔

امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

کی ایک فکر انگیز کتاب

منہج انقلابِ نبوی

مراحلِ انقلاب کے نقطۂ نظر سے

سیرتِ مطہرہ کا ایک منفرد مطالعہ

فیصل آباد میں امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب کی روزنامہ ”خبریں“ میں غیر محتاط رپورٹنگ پر

”خبریں“ کے مدیر کو بغرض اشاعت لکھا گیا وضاحتی و تردیدی مراسلہ

جس کا خلاصہ 27 مئی کے ”خبریں“ میں شائع ہوا

محترمی برادرم ضیاء شاہد صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

روزنامہ خبریں (۲۳/مئی) میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن فیصل آباد کے ارکان سے میری گفتگو کی جو رپورٹنگ ہوئی ہے اس میں بعض باتیں سیاق و سباق سے کاٹ کر شائع کی گئی ہیں۔ جن کے باعث نہ صرف یہ کہ میرا موقف صحیح طور پر سامنے نہیں آسکا بلکہ اس ضمن میں مغالطوں کے پھیلنے کا زیادہ امکان ہے۔ اسی طرح مجھ سے منسوب بعض جملوں میں رپورٹنگ کی غلطی بھی غلط فہمی کا باعث بن سکتی ہے۔ بنابریں اگر ازراہِ کرم درج ذیل وضاحت شائع کر دیں تو ممنون ہوں گا۔

(۱) قائداعظم محمد علی جناح نے ’میرے نزدیک‘ ایک کلیتاً آزاد اور خود مختار پاکستان کے مطالبے سے دستبرداری صرف دس سال کے لئے کی تھی نہ کہ مستقل طور پر! اس لئے کہ قائداعظم کے کیبنٹ مشن پلان کو منظور کرنے کا مطلب یہ تھا کہ ایک علیحدہ ’آزاد اور خود مختار پاکستان کے قیام کا اگر کوئی امکان باقی رہ گیا تھا تو وہ دس سال بعد تھا —— اس پر جو بیان پنڈت نہرو نے دیا کہ ایک بار متحدہ بھارت قائم ہو لینے دو پھر کون کسی کو علیحدہ ہونے دیتا ہے‘ اس پر قائداعظم نے بالکل بجا طور پر کیبنٹ مشن پلان سے علیحدگی اور براءت کا اعلان کر دیا —— گویا عالم اسباب میں نہرو کا یہ بیان ہی فوری طور پر آزاد اور خود مختار پاکستان کے قیام کا سبب بنا‘ جس کے لئے ہم پاکستانی مسلمانوں کو پنڈت جی کا ممنون احسان ہونا چاہئے —— یہ دوسری بات ہے کہ ماورائے اسباب سطح پر اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی جس نے‘ آنحضور ﷺ کے اس قول کے مطابق کہ ”تمام انسانوں کے دل اللہ کی دو انگلیوں کے مابین ہوتے ہیں‘ جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے“ —— پنڈت نہرو کے منہ سے ع ”نکل جاتی جس کے منہ سے سچی بات مستی میں!“ کے مصداق یہ جملہ نکلوا دیا۔!

(۲) میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ پاکستان میں ”اسلامی نظام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ دینی جماعتیں ہیں بلکہ یہ عرض کیا تھا کہ پاکستان میں اب تک اسلامی نظام کے قائم نہ ہونے کا اصل سبب وہ دینی جماعتیں ہیں جنہوں نے انتخابات میں حصہ لے کر اپنے آپ کو کم از کم بظاہر ”پاور پالیٹکس“ کا کھلاڑی بنا لیا —— جس سے اسلام ایک سیاسی ایشو بن کر رہ گیا —— مزید برآں مذہبی جماعتوں کے انتخابات میں ایک دوسرے کے مدمقابل بن کر سامنے آنے سے ایک جانب مذہبی ووٹ تقسیم ہو گئے‘ دوسری جانب فرقہ واریت میں شدت اور تلخی پیدا ہوئی۔

(۳) میرے جس جملے کو اخبار میں جلی سرخی کے طور پر شائع کیا گیا اس میں بھی ایک نمایاں لفظی غلطی موجود ہے جو مغالطہ انگیزی کا باعث ہے۔ خبریں نے میری جانب یہ بیان منسوب کیا کہ ”مسلمان دنیا کی منافق ترین قوم ہیں“ جبکہ میں نے یہ بات صرف پاکستانی مسلمانوں کے بارے میں کہی تھی۔ میرا اصل جملہ یہ تھا کہ ”ہم پاکستانی مسلمان دنیا کی منافق ترین قوم ہیں!“ ویسے میرے نزدیک دنیا کے موجودہ ڈیڑھ سو کروڑ مسلمانوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بڑے مجرم تو بیس کروڑ کے لگ بھگ عرب مسلمان ہیں جن کی اپنی زبان میں کلامِ الٰہی موجود ہے‘ اس کے باوجود وہ کہیں بھی اسلامی نظام قائم نہیں کر سکے —— اور دوسرے نمبر پر یعنی مجرم نمبر دو ہم پاکستانی مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کے نام پر لاکھوں جانوں اور ہزاروں عصمتوں کے اتلاف سے پاکستان بنایا —— لیکن اللہ سے کئے ہوئے وعدوں کی نصف صدی سے زائد عرصہ سے خلاف ورزی کرتے چلے آ رہے ہیں —— چنانچہ سورۂ توبہ کی آیات ۷۵ تا ۷۷ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہم پر اس وعدہ خلافی کی پاداش میں ”نفاق“ کا روگ مسلط کر دیا ہے جس کا ایک مظہر تو یہ ہے کہ قوم قومیتوں میں تحلیل ہو گئی‘ دوسرا یہ کہ حدیث نبویؐ میں بیان شدہ تین علاماتِ نفاق یعنی جھوٹ‘ وعدہ خلافی اور خیانت و غبن ہمارے قومی وجود کے رگ و پے میں سرایت کر گئیں‘ اور تیسرا یہ کہ ہمارا دستور اساسی منافقت کا پلندہ بن کر رہ گیا کہ ایک جانب اس میں پورا اسلام بھی موجود ہے (بحوالہ دفعہ ۲۔الف اور دفعہ ۲۲۷) لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایسے چور دروازے بھی موجود ہیں جن کی بنا پر یہ جملہ اسلامی دفعات غیر مؤثر ہو کر رہ جاتی ہیں۔

(۴) ”را“ کے ایجنٹوں کی تخریب کاری کو دینی جماعتوں کی جانب سے ”تحفظ“ دینے کا معاملہ بھی مغالطہ آمیز ہے میں نے کہا تھا کہ ”را“ اور ”موساد“ کے ایجنٹ ہمارے مذہبی اختلافات اور باہمی چپقلش کو ”کور“ کے طور پر استعمال کرتے ہیں —— نہ یہ کہ دینی جماعتیں انہیں ”تحفظ“ فراہم کرتی ہیں۔

میری اس وضاحت کی خبریں میں اشاعت باعث ممنونیت ہو گی۔

فقط والسلام

ڈاکٹر اسرار احمد
امیر تنظیم اسلامی

نئے نظام العمل کی روح

تنظیم اسلامی کے نئے نظام العمل کی روح ترغیب و تشویق کی بنیاد پر رکھی گئی ہے اور رفقاء میں یہ جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ جس طرح عبادات (نماز‘ روزہ‘ حج‘ زکوٰۃ) اللہ کی رضا اور آخرت میں نجات کے پیش نظر انجام دیتے ہیں اسی طرح اقامت دین کی انجام دہی کے لئے تنظیم کے تقاضے ذوق و شوق سے پورے کریں۔ اگر کوئی رفیق خواہ مبتدی ہو یا ملتزم بغیر کسی شرعی عذر کے صرف اس خیال سے تنظیم کے تقاضے پورے نہیں کرتا کہ اب لزوم کی قانونی حیثیت بہت حد تک کم ہو گئی ہے اور وہ سستی و کاہلی سے راہ فرار اختیار کرتا ہے‘ وہ جماعت کی جکڑبندیوں سے تو بچ جائے گا لیکن آخرت میں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکے گا‘ العیاذ باللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے‘ وہ ہمیں اس انجام بد سے بچائے اور ہم میں اس کار نبوت کی حد درجہ محبت اور ارزانی عطا فرمائے تاکہ ہمارے لئے دین پر چلنا آسان ہو جائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

(مرتب : غازی محمد وقاص)

تنقید برائے اصلاح

تحریر : حافظ محمد مشتاق ربانی گوجرانوالہ

جس طرح درخت کی نشوونما کے لئے اس کی کانٹ چھانٹ انتہائی ضروری ہے ایسے ہی کسی بھی تحریک کے بڑھنے، پھلنے پھولنے اور ترقی کے لئے تنقید بغرض اصلاح مفید ہے۔ وہ تحریکیں جو کارکنوں کو بلا روک ٹوک مناسب تنقید کا موقع فراہم کرتی ہیں دراصل ایسی ہی تحریکیں کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہیں اور جہاں ماحول میں گھٹن ہو، تنگ نظری کا مظاہرہ ہو اور اظہار خیال پر قدغن ہو، وہ تحریکیں اپنی موت آپ مرجاتی ہیں۔

عربی زبان کے اعتبار سے تنقید کی بجائے نَقْدٌ اور اِنْتِقَادٌ کے الفاظ صحیح ہیں لیکن اردو کے اعتبار سے تنقید کو صحیح سمجھنا چاہئے۔ عربی میں نَقَدَ الدَّراھِمَ یا تَنَقَّدَ الدَّراھِمَ کے معنی ہیں، اس کے کھرے دراھم کو برے دراھم سے جدا کر دیا، انہیں افعال سے مصدر نَقْدٌ اور اِنْتِقَادٌ آتے ہیں۔

دراصل تنقید ایسے اصولوں کا نام ہے جن کی بنا پر کسی ادب پارے کی خوبیوں اور نقائص کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ عام طور پر لفظ تنقید صرف تنقیص یعنی خامیاں اور کمزوریاں تلاش کرنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے حالانکہ تنقید میں خوبیوں اور نقائص دونوں کا جائزہ لیا جانا چاہئے اگر ہم تنقید کو صرف منفی پہلو کے اعتبار سے جانتے ہیں تو ہم اس لفظ کے ساتھ انصاف نہیں کر رہے ہیں۔ تنقید کو صرف ادب تک محدود نہ کیا جائے بلکہ اس کو اس قدر پھیلانا چاہئے کہ یہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہو۔

تحریکوں میں عموماً دو ہی طرح کے افراد ہوتے ہیں، زیادہ تر محض تقلید کرنے والے، جو بات سنتے ہی عمل پر توجہ دیتے ہیں۔ جبکہ کچھ سنی ہوئی بات پر مختلف زاویوں سے تنقیدی نگاہ ڈالنے والے بھی ہوتے ہیں۔ وہ مختلف پہلوؤں سے بحث کے نئے دروازے کھولتے ہیں اور جب انہیں ہر طور سے مطمئن کر دیا جائے تو وہ بھی عمل کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، ایسے لوگ کسی بھی جماعت میں بہت کم ہوتے ہیں لیکن تحریکوں کے لئے نہایت نفع بخش ہوتے ہیں۔ اگر ایسے حضرات کو تنقید کرنے پر ڈانٹ دیا جائے یا انہیں تسلی بخش جواب نہ دیا جائے تو وہ خود ہی کچھ دیر بعد تحریک سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ ان کے نکلنے پر دوسرے کارکنوں پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ کس بات کی بنیاد پر ہم سے علیحدہ ہوئے (اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تحریک انہیں ہر صورت میں اپنے ساتھ چلانے کے لئے اپنے اصولوں میں ان کے مزاج کے مطابق تبدیلی پیدا کرے)۔

ایسی تحریک کی قیادت کے لئے جہاں ہمہ پہلو شخصیت کی ضرورت ہے، وہاں اس شخصیت کے لئے تحمل مزاج، صابر اور وسیع الظرف ہونا بھی ضروری ہے۔ اسے ہروقت اپنے فکر اور اپنی ذات پر تنقید سننے اور سہنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ جیسے ایک شخص اپنے لئے تعریفی کلمات سننا پسند کرتا ہے ایسے ہی کسی تحریکی قیادت کو اپنے خلاف تنقید کو برداشت کرنا چاہئے۔ اگر قیادت اپنے خلاف بات سننے پر مشتعل ہو جائے تو ایسے لوگ قیادت کے مستحق نہیں ہوتے اور تحریک کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ قیادت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جب انہیں کسی غلطی کا احساس دلا دیا جائے تو وہ اپنی غلطی کو تسلیم کریں بلکہ اس کا برملا اعتراف کریں، اس سے کارکنوں میں اپنی قیادت کے بارے میں اعتماد مزید پختہ ہوگا۔

جس طرح قیادت کے لئے لازمی ہے کہ وہ وسیع الظرف اور تحمل مزاج ہو، اسی طرح تنقید کرنے والے حضرات کو بھی چاہئے کہ وہ شائستہ زبان استعمال کریں، ادب و احترام ہروقت ملحوظ خاطر رکھیں، تنقید کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو، الفاظ کا مناسب چناؤ ضروری ہے۔ نقاد کے لئے لازمی ہے کہ وہ غیر جانبدار ہو، تبھی اس کی تنقید صحت مند ہوگی۔

تنقید برائے تنقید کی بجائے تنقید برائے اصلاح ہو، اگر اس پہلو کا لحاظ نہ کیا گیا تو اجتماعیت انتشار کا شکار ہو جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان ایسے مواقع پر خلوص سے کام لے۔ اگر اجتماعیت میں کسی جگہ کمی محسوس کی جائے تو اس کا اظہار اس شخص سے کرنا چاہئے جو نقاد سے سینئر ہو کیونکہ وہ ان مراحل سے گزر چکا ہے جس سے تنقید کرنے والا گزر رہا ہے۔ اسی طرح جس پر تنقید کی جا رہی ہو، اس شخص کے مثبت پہلوؤں کو بھی نہ صرف محسوس کیا جائے بلکہ برملا ان کا اعتراف کیا جائے اگر صرف منفی پہلوؤں کو ہی اجاگر کیا جائے تو ایک وقت پر بات مؤثر نہیں رہے گی اور لوگ توجہ دینا چھوڑ دیں گے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ انسان کامل صرف نبی ہی ہیں باقی ہر شخص میں کسی قدر کمی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی قیادت کو فرشتے خیال کرنے کی بجائے انسان ہی تصور کریں جن سے کوتاہی ممکن ہوتی ہے۔

ایسے حضرات جو خاص دلائل کی بنیاد پر تنظیم کے کسی بھی پہلو میں کمی محسوس کریں یا انتہاپسندی دیکھیں، انہیں ذمہ دار حضرات کو آگاہ کرنا چاہئے اور اس کے ازالہ کے لئے مفید مشورے تجویز کرنے چاہئیں۔ لیکن اگر وہ کمی یا زیادتی دیکھنے کے باوجود منظر پر نہیں لاتے تو ایسے حضرات تحریکوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ ولا تکتموا الشھادہ کا ارتکاب کر رہے ہوتے ہیں۔

ہر تحریک کیلئے لازمی ہے کہ وہ تنقید کیلئے ایک ضابطہ مقرر کرے اور کارکنوں کو اس سے متعارف کرائے اور اس پر عمل کرنے کا پابند کرے۔ لیکن اگر تنقید کے لئے قواعد مرتب نہ کئے جائیں تو اس تحریک میں نظم و ضبط نہیں پایا جائے گا اور وہ جلد ہی کسی برے انتشار کا شکار ہو جائے گی۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ کارکن اپنے قائد کے بارے میں اس قدر محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ انہیں اس کی کوئی غلط بات محسوس نہیں ہوتی، چنانچہ ایسے لوگ ان کے کسی قدم پر اعتراض کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے، اگر وہ اپنے قائد کی غلطی محسوس بھی کر لیں تو ان کے ذہنوں میں اپنے قائد کا رعب اس قدر ہوتا ہے کہ وہ زبان پر لانے کی جرأت نہیں کر سکتے، ایسی صورت حال انتہائی تباہ کن ہوتی ہے اور تحریکیں جمود کا شکار ہو جاتی ہیں۔

دیور تو موت ہے

پچھلے دنوں کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی میں ایک انتہائی افسوسناک واقعہ ہوا۔ بھائی کی غیر موجودگی میں دیور نے بھابھی سے زیادتی کی کوشش کی۔ مزاحمت پر دیور نے چھری سے بھابھی کا گلا کاٹ دیا۔ اخبار میں اس واقعہ کی خبر پڑھتے ہی ذہن نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کی طرف منتقل ہوا کہ :

((اَلْحَمْوُ مَوْتٌ)) "دیور تو (بھابھی کے لئے) موت ہے"۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

دین اسلام میں ستر و حجاب کے احکامات دراصل ہیں ہی اس لئے تاکہ عورت کی عزت اور جان کو محفوظ رکھا جاسکے۔ اس اعتبار سے عورت کو زیادہ خطرہ اپنے نامحرم رشتہ دار مردوں سے ہوتا ہے کیونکہ ان سے ملاپ اجنبی نامحرم مردوں کے مقابلہ میں آسان ہوتا ہے۔ کاش ہم پھر سے اسلام پر عمل کی طرف لوٹیں اور اپنے گھروں پر شرعی پردہ کا اہتمام کریں۔ سورۃ النور کی آیت ۳۱ کی روشنی میں شرعی پردہ یہ ہے کہ ایک عورت صرف اپنے شوہر اور محرم مردوں کے سامنے کھلے چہرے کے ساتھ آئے۔ آج اولاً تو پردے کا تصور ہی ختم ہوتا جا رہا ہے اور اگر پردہ ہے بھی تو شرعی نہیں بلکہ رواجی۔ رواجی پردہ میں خواتین گھر سے باہر نکلتے ہوئے برقعہ یا چادر اوڑھ لیتی ہیں لیکن گھر کے اندر نامحرم مردوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک دین اسلام کے احکامات پر صحیح معنوں میں عمل نہیں ہوگا، جان، مال اور عزت کا تحفظ ناممکن ہے۔

(مرسلہ : انجینئر نوید احمد، کراچی)

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

اُسرہ مامونڈ کا دو روزہ پروگرام

اُسرہ مامونڈ کے رفقاء جناب فیض الرحمٰن، محمد طاہر صاحب، گل محمود صاحب، یوسف جان، حضرت نبی محسن اور سردار خان نے اپریل کے مہینے میں دو روزہ پروگرام کے سلسلے میں نعمت خان کلے مامونڈ کا انتخاب کیا۔

رفقاء ظہر کے وقت وہاں پہنچے۔ عصر کی نماز کے بعد اُسرہ مامونڈ کے نقیب جناب گل محمود صاحب نے "رب" کے موضوع پر آدھ گھنٹہ خطاب کیا۔ رب کے مختلف معانی قرآن کریم کی روشنی میں بیان کئے۔ اس بیان سے لوگوں میں ایک خاص قسم کا اثر محسوس ہوا، کیونکہ ان کے نزدیک رب کے اس قسم کے معنی پہلی دفعہ انہوں نے سنے۔

اس کے بعد عصر کی نماز سے فراغت کے بعد جناب فیض الرحمٰن صاحب نے "انبیاء کی دعوت کیا تھی" پر مکمل تفصیل کے ساتھ بحث کی۔ لوگوں نے فیض الرحمٰن صاحب کا بیان نہایت غور اور توجہ سے سنا۔ مغرب کی نماز کے بعد گل محمود صاحب نے فرائض دینی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان پر دین کے تین فرائض ہیں۔ دین پر خود کاربند ہونا، دین کو دوسروں تک پہنچانا، اور دین کو اس دنیا میں قائم رکھنا، دین کے فرائض کے ساتھ ان کے تین لوازم یعنی جہاد، بیعت اور جماعت سازی پر بھی انہوں نے احادیث کی روشنی میں روشنی ڈالی۔

عشاء کو حضرت نبی محسن نے نظام خلافت پر بحث کی کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ احادیث کی روشنی میں چوتھا دور چل رہا ہے اور اس دور میں صبر انتہا کو پہنچ گیا۔ لہٰذا خلافت تو ویسے بھی اس دور میں قائم ہو گی جس کا آغاز خراسان سے ہو گا۔

حضرت نبی نے بیان میں اس تباہ کن جنگ کی طرف بھی لوگوں کی توجہ مبذول کرائی جس کو بائبل میں آرمیگاڈان اور حدیث میں الملحمۃ العظمیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آخری معرکے کے لئے سٹیج تیار ہو رہے ہیں جس کا Flash Point یروشلم اور مشرقِ وسطیٰ ہو گا یہی وجہ ہے کہ نیٹو کا دفتر جرمنی سے بلقان شفٹ ہو گیا جبکہ فلپائن سے امریکی اڈے ڈیگو گارشیا منتقل کئے گئے جو بحیرہ عرب کے اندر واقع ہے۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں اتنا شدید نقصان پہنچے گا کہ ہوا میں اڑتے پرندے کو لاشوں کی وجہ سے نیچے آنے کی جگہ نہیں ملے گی۔

۱۵/ اپریل کی صبح فیض الرحمٰن صاحب نے "شیطان کی دشمنی کے اسباب" پر مفصل گفتگو کی۔ انہوں نے مختلف وجوہات بھی بیان کیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اعلیٰ مقام دے دیا اور اس کو عزت سے نوازا، لہٰذا اس کو خلافت کا مقام دے دیا۔ اس خلافت کی وجہ سے انسان اور شیطان کا معرکہ شروع ہو گیا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

اس کے بعد حضرت نبی محسن نے بلیک بورڈ پر لوگوں کے سامنے مکمل دین کا تصور پیش کیا کہ دین کے دو حصے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی۔ انہوں نے کہا کہ آج اگر کوئی حکمران اعلان کرے کہ پانچ نمازوں کی جگہ چار نمازیں پڑھی جائیں تو سب لوگ کھلم کھلا اس کے خلاف مظاہرے کریں گے۔ لیکن دین کا وہ حصہ جس کو اجتماعیت کہتے ہیں۔ مکمل طور پر طاغوتی طاقتوں کے قبضے میں ہے، لیکن تمام دنیا کے مسلمان خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ پوری دنیا میں حکم امریکہ کا چل رہا ہے۔ جبکہ قرآن میں ہے کہ ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ "حکم صرف اللہ کا ہے"۔ اس کے بعد فرائض دین پر گل محمود صاحب نے نقشے کے ذریعے لوگوں کو سمجھایا۔ آخر میں فیض الرحمٰن صاحب نے منہاج نبوی پر مکمل بیان کیا کہ دین کس طرح قائم ہو گا اور حضور ﷺ کا طریقہ کون سا تھا۔ انہوں نے دیگر انقلابات جو دنیا میں جزوی طور پر برپا ہوئے ہیں ان کا حوالہ بھی دیا اور اس انقلابات کے ساتھ حضور ﷺ کے لائے ہوئے انقلاب کا موازنہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جامع انقلاب کے لئے دعوت، تنظیم، بیعت اور تزکیۂ نفس بہت ضروری ہے۔ صبح ۱۱ بجے اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: حضرت نبی محسن باجوڑ)

اُسرہ تناول ہری پور کا دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی اُسرہ تناول کی دعوتی میٹنگ ۲۹/ اپریل سہ پہر ۳ بجے SWA سیج پور بالا کے دفتر میں منعقد ہوئی۔ میٹنگ کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن حکیم سے ہوا۔ اس کے بعد محبوب الحق بھائی نے "مسلمان کی بنیادی ذمہ داریاں" کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ قرآن و حدیث کی رُوح سے ہر مسلمان پر بالترتیب اصلاح ذات، اصلاح معاشرہ، اور اصلاح نظام کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ دین کی تمام تعلیمات و احکام انہی تینوں عنوانات کے تحت آتے ہیں۔ مسلمان کی دنیاوی و اخروی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہو۔

پروگرام کے اگلے مقرر جہانزیب کنول بھائی تھے انہوں نے "مہمان نوازی کے آداب" کو بڑی خوبصورتی اور دلنشین انداز میں واضح کیا۔ انہوں نے بتایا مہمان کو میزبان کے اوقات کو مدنظر رکھ کر جانا چاہئے۔ نیز میزبان کو از روئے حدیث مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔ اس کے بعد رفیق تنظیم ریاض شاہد نے امیر تنظیم اسلامی کے خطابِ جمعہ کی روشنی میں حالات حاضرہ پر بھرپور تبصرہ کیا اور ان خطرات کی نشاندہی کی جو اسلام اور پاکستان کو درپیش ہیں۔ ریاض بھائی کی گفتگو اور محبوب الحق نے "ایمان کی کسوٹی اور اطاعت" کے موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بتایا کہ ایمان کی مضبوطی کا معیار یہ ہے کہ مسلمان اپنے نفس کی خواہشات خاندانی، رسم و رواج اور غیر شرعی طور طریقوں کو چھوڑ کر خدا کی کتاب اور رسولؐ کی سنت کی کامل پیروی کرے۔ باطل نظام کے خلاف حاضرین میں حرارت پیدا کرنے کے لئے ریاض بھائی نے "پرانے کھنڈرات پہ نہ گھومو نئی عمارت بناؤ لوگو" کے حوالے سے ولولہ انگیز نظم پیش کی جسے شرکاء نے سراہا۔ آخر میں پروگرام کے روحِ رواں معروف تعلیمی شخصیت محترم وجیہ الرحمٰن صاحب نے تنظیم اسلامی کے انقلابی پروگرام کو انقلاب کا کامیاب راستہ قرار دیتے ہوئے تنظیم کے ہر ممکنہ تعاون کا اظہار کیا۔

اس پروگرام میں دس رفقاء اور احباب نے شرکت کی جن کی پروگرام کے خاتمے پر مشروب سے تواضع کی گئی۔

تنظیمی اطلاعات

سید حبیب حسین شاہ ناظم بیت المال حلقہ پنجاب شمالی نے اپنی بعض ذاتی مصروفیات کی بنا پر اس ذمہ داری سے معذرت کی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ان کی معذرت قبول کر لی ہے اور ناظم اعلیٰ پنجاب شمالی کی سفارش کے مطابق اور مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۱۱/ مئی میں مشورہ کے بعد آئندہ جناب عبدالغفور صاحب ناظم بیت المال حلقہ پنجاب شمالی کی ذمہ داری تفویض کر دی ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے سانحہ قتل پر تنظیم کی مرکزی شوریٰ کی

قرارداد تعزیت

تنظیم اسلامی کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں جو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے زیر صدارت ۲۹۔۳۰ مئی کو منعقد ہوا، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے حوالے سے درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

"تنظیم کی مرکزی شوریٰ مولانا یوسف لدھیانوی مرحوم کی مظلومانہ شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ مولانا مرحوم کے قاتلوں کو بلا تاخیر گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ تنظیم کی مرکزی شوریٰ مولانا لدھیانوی کی دینی خدمات اور بالخصوص تحفظ ختم نبوت میں ان کے داعیانہ کردار اور ان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کرتی ہے اور اس یقین کا اظہار بھی کہ مرحوم کا خون رائیگاں نہ جائے گا اور ان کے عظیم مشن کا راستہ کوئی روک نہ سکے گا۔ تنظیم کی مرکزی شوریٰ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی کا شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام بمقام ڈپٹی فرمان علی مسجد نواب علی روڈ مردان میں شب بسری کی صورت میں مورخہ ۱۳ مئی کو منعقد ہوا۔ میزبانی کے فرائض اسرہ مردان کے ذمہ تھے۔ پروگرام کی نظامت کی ذمہ داری اسرہ خویشگی کے رفیق نصر اللہ نے ادا کی۔ پروگرام کا آغاز نماز مغرب کے بعد مردان کے رفیق جناب ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے جہاد فی سبیل اللہ سے کیا اور بورڈ کی مدد سے نہایت تفصیل سے جہاد فی سبیل اللہ کو سامعین کے سامنے واضح کیا۔ اور آخر میں فرمایا کہ سب سے بڑے جہاد کی ضرورت ہمارے اس ملک میں ہے کہ سود کے خلاف فیصلہ بھی آچکا ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اس مقصد کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہے۔ میری نظر میں جو صحیح جماعت ہے وہ صرف تنظیم اسلامی ہے اور اس کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے جو مشن شروع کیا ہے وہ صحیح راستے پر چل رہا ہے۔ سامعین کی تعداد ۱۰۰ سے زائد تھی۔

نماز عشاء کے بعد اسرہ بدرشی کے نقیب قاضی فضل حکیم نے منہج انقلاب نبویؐ پر پرجوش انداز میں تقریر کی اور بورڈ کی مدد سے منہج کے سارے گوشوں کو سامعین کے سامنے واضح کیا۔ اور آخر میں تنظیم کی دعوت سامعین کے سامنے رکھ کر کہا کہ کھلی آنکھوں سے پرکھ کر آئیں۔ اگر اس کے علاوہ اور کوئی جماعت ہے جو اس منہج کو اچھے طریقے پر چلا سکے تو سر آنکھوں پر۔ اگر نہیں تو آج ہمارے ساتھ تنظیم میں شامل ہو کر اپنے فرائض سے عہد برآ ہوں تاکہ کل خدا کے سامنے ہم شرمندہ نہ ہوں۔ سامعین کی تعداد ۱۰۰ سے زائد تھی۔

نماز فجر کے بعد اسرہ خویشگی کے رفیق نصر اللہ نے تذکیر بالقرآن کے ضمن میں سورۃ الحاقہ کے پہلے رکوع کی تلاوت و ترجمہ بیان کیا اور سامعین کے سامنے تنظیم اسلامی کی دعوت پیش کی کہ آئیں اور ہمارے ساتھ اس فرض کی ادائیگی میں شریک ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مسنون دعا کے ساتھ شب بسری کا یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : شیر قادر)

رفقاء نوٹ فرمالیں

18 تا 24 جون 2000ء اسلام آباد میں مبتدی اور ملتزم دونوں تربیت گاہیں مندرجہ ذیل مقام پر منعقد ہو رہی ہیں :

دفتر تنظیم اسلامی' مکان نمبر20' گلی نمبر1' فیض آباد ہاؤسنگ سکیم' نزد فلائی اوور برج آئی ایٹ فور' اسلام آباد

المعلن : ناظم تربیت و دعوت' تنظیم اسلامی پاکستان

ہارون آباد میں تین روزہ پروگرام

محترم جناب نثار احمد شفیق صاحب نے ہارون آباد میں قرآن اکیڈمی کے قیام کے لئے ایک وسیع جگہ فراہم کی ہے۔ ابتدائی طور پر یہاں مسجد جامع القرآن قائم کی گئی ہے تاکہ تعلیمات قرآنی اور دعوت دین کی نشر و اشاعت کا آغاز کر دیا جائے۔ مسجد کے ساتھ ایک لائبریری اور خواتین کی سرگرمیوں کے لئے کمرہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ نثار صاحب عرصہ دراز سے اصرار کر رہے تھے کہ راقم ہارون آباد کی مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کے لئے حاضر ہو۔ اس سال سالانہ اجتماع سے واپسی پر یہ موقع آ ہی گیا۔

مورخہ ۵/اپریل کو سالانہ اجتماع سے واپسی پر کراچی کے چار ساتھیوں کی جماعت ہارون آباد پہنچی۔ اس جماعت میں راقم کے علاوہ جناب محمد عبدالنعیم صاحب' جناب عامر خان صاحب اور جناب توحید خان صاحب شامل تھے۔ مقامی امیر جناب منیر صاحب نے تین روز کا ایک تبلیغی پروگرام مرتب کیا جس کے تحت راقم نے مورخہ ۶ اپریل کو بعد نماز عشاء مسجد جامع القرآن میں سورۃ الکہف کے آخری رکوع کا درس دیا۔ اگلے روز اجتماعِ جمعہ سے عامر خان صاحب نے مختصر سا خطاب کیا اور سورہ آل عمران کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ کے حوالے سے امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل بیان کیا۔ بعد ازاں راقم نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر گفتگو کی۔ بعد از نماز سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ سہ پہر تقریباً چار بجے ہماری جماعت ہارون آباد سے پکھی والا روانہ ہوئی۔ بعد نماز عصر پکھی والا میں غلہ منڈی کی مسجد میں راقم نے درس قرآن دیا۔ اس مسجد کے امام رفیق تنظیم جناب امانت علی صاحب ہیں۔ بعد نماز مغرب بس اسٹاپ کے قریب مسجد میں جناب عامر خان صاحب نے درس قرآن دیا۔ اس کے بعد فورٹ عباس روانگی ہوئی جہاں دو مختلف مساجد میں بعد نماز عشاء راقم اور عامر خان صاحب نے دروس قرآن دیئے۔

مورخہ ۷ اپریل کو بعد نماز فجر مسجد جامع القرآن ہارون آباد میں راقم نے استقامت کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ تقریباً گیارہ بجے منچن آباد کی طرف روانگی ہوئی جہاں مقامی مسجد میں بعد نماز ظہر راقم نے خطاب کیا۔ اس کے بعد بہاول نگر آمد ہوئی جہاں بعد نماز مغرب راقم نے خطاب کیا اور اس طرح سہ روزہ دورہ کی تکمیل ہوئی۔ ہارون آباد میں قیام کے دوران بھائی نثار احمد کی کشادہ دلی اور مہمان نوازی' بھائی منیر کی خدمت دین کے لئے دھن اور لگن' بھائی رمضان کے جوش و جذبہ اور بھائی ذوالفقار کے ذوق علم و عمل نے ہم سب کو خاصا متاثر کیا۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تمام بھائیوں کی محنتوں کو اپنے فضل اور برکات سے نتیجہ خیز بنائے۔ (آمین)

ایک قابل تقلید مثال

امیر تنظیم اسلامی ضلع بہاول نگر جناب منیر صاحب کی خدمت دین کے لئے دھن اور استقامت کا ذکر نثار احمد شفیق صاحب سے کئی بار سنا لیکن دورہ ہارون آباد کی دوران بالفعل مشاہدہ سے عین الیقین حاصل ہوا۔ محترم ایک ہفتہ کے دوران دس دروس قرآن اور ایک درس حدیث دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ دروس قرآن دینے کے لئے موصوف مقامی ٹرانسپورٹ پر شکستہ حال سڑکوں سے گزرتے ہوئے ضلع بہاول نگر کی دور دراز تحصیلوں کا ہر ہفتہ سفر کرتے ہیں۔ بروز جمعہ پکھی والا اور فورٹ عباس' بروز ہفتہ بہاول نگر اور منچن آباد اور بروز اتوار حافظ آباد اور چشتیاں کا سفر کرتے ہیں۔ وہ یہ سفر پچھلے دو سال سے باقاعدگی سے کر رہے ہیں۔ تنگ نظر اہل مذہب کی طرف سے انہیں شدید مشکلات کا بھی سامنا رہا ہے لیکن ان کے پایۂ استقلال میں قطعاً لغزش نہیں آئی۔ فورٹ عباس میں ان پر دہشت گردی کا الزام لگا کر گرفتار کرانے کی کوشش کی گئی' بہاول نگر میں انہیں کئی مساجد سے نکال باہر کیا گیا اور منچن آباد میں ان کے صبر و استقامت کا بھرپور امتحان لیا گیا لیکن انہوں نے جس طرح ہمت اور پامردی سے مشکلات کا مقابلہ کیا وہ انتہائی قابل رشک ہے۔ منچن آباد کا علاقہ ہارون آباد سے تقریباً ۷۰ کلومیٹر ہے۔ وہاں درس قرآن کے آغاز کے لئے بھائی منیر نے جو کوشش کی وہ آج کے مادہ پرستانہ دور میں ہم جیسے کم ہمت اور جلد مایوس ہو جانے والوں کیلئے ناقابل یقین ہے۔ موصوف کس طرح ایک صاحب کا تعارف حاصل کر کے منچن آباد پہنچے' بڑے اصرار کے بعد شہر سے باہر ایک مسجد میں درس قرآن دینے کی اجازت ملی لیکن یہاں حاضری نہ ہونے کے برابر تھی۔ بعد ازاں ایک اور صاحب کے ذریعہ شہر کے وسط کی مسجد میں درس قرآن دینے کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ۶ ہفتے مسلسل گزرنے کے باوجود ٹال مٹول سے کام لیا جاتا رہا۔ آخر کار موصوف اور ان کے ساتھی ذوالفقار صاحب نے منچن آباد کی گلیوں میں گھومنا شروع کر دیا اور ہر باریش آدمی سے درخواست کرتے رہے کہ ہمیں کسی مسجد میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کرنے کی اجازت فراہم کرا دیں۔ تلاش کرتے کرتے جماعت اسلامی کے ایک رکن شاہد صاحب تک رسائی ہوئی اور ان کے تعاون سے ایک مسجد میں درس قرآن کی اجازت ملی جہاں اب ہفتہ وار درس قرآن ہوتا ہے۔ انگریزی کا بڑا صحیح فقرہ ہے :

Where there is a will, there is a way.

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھائی منیر اور انکے ساتھ تعاون کرنے والے ساتھیوں کو زندگی کی آخری سانس تک خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور انکی محنتوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے آمین۔ (رپورٹ : نوید احمد' کراچی)

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.21

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کی تقریب تقسیم اسناد

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ۲۶ مئی بعد نماز عصر ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کی تقریب تقسیم اسناد منعقد ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے ادا کئے۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کورس کے لئے امریکہ سے آئے ہوئے طالب علم وسام احمد شریف نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت کے بعد کورس کے کوآرڈی نیٹر جناب رشید ارشد نے کورس کے مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا: ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے کہ اس نے ہمیں یہ کورس کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ایسے کسی کورس میں اساتذہ کو پڑھانا اور طلبہ کے لئے پڑھنا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ اس کورس میں مختلف عمر' مختلف تعلیم کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ تاہم سال بہ سال کے تجربات کے باعث اس کورس میں بہتری بھی ہوئی ہے۔ اس بار ہم نے Proper پراسپکٹس بھی شائع کیا ہے۔ پچھلے تین چار سال سے کلاس اسی آڈیٹوریم میں ہو رہی تھی۔ اب Proper کلاس بنائی گئی ہے۔ جہاں چھوٹی سی لائبریری بھی ہے جس میں ویڈیو اور آڈیو کیسٹس موجود ہیں۔ ہاسٹل کے ماحول میں بھی بہتری آئی ہے۔ اس کورس کا ایک Co-ordinater بھی بنایا گیا۔ اس سے پہلے طلبہ اپنی تجاویز خود دیا کرتے تھے۔ اس بار ہم نے تفصیلی Feed Back لی ہے۔

طلباء کے نمائندہ عمر شکیل صاحب نے کورس کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا حضور ﷺ کا یہ قول خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ ہمارے لئے مشعل راہ بنا اور ہم نے امیر محترم کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے یہ کورس جوائن کیا۔ یہاں ہمیں قرآن کو سمجھنے اور پڑھنے کے لئے عربی قواعد سکھائے گئے۔ تمام طلبہ میں حصول علم کی تشنگی پیدا ہوئی۔ اس کورس میں اٹھارہ سے چوان سال کے طلبہ نے شرکت کی۔ خصوصاً بیرون ملک سے آئے ہوئے طلبہ نے بہت قربانی دی۔ انہوں نے کہا کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کے دین کو سیکھنے کے لئے کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے معاملات میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام اساتذہ نے اس کورس کے لئے بہت محنت کی۔

انجمن خدام القرآن کے صدر موسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ تحصیل القرآن کورس نہیں' بلکہ یہ رجوع الی القرآن کورس ہے۔ یہ قرآن حکیم کے علم و حکمت کی دنیا میں داخلے کا کورس ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا رشک دو افراد پر جائز ہے ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور اللہ نے اسے خرچ کرنے پر مامور کر دیا ہو اور دوسرا وہ صاحب علم جو علم تقسیم کرتا ہے۔ انہوں نے کہا مال کے خرچ کرنے سے اس میں کمی ہوتی ہے جبکہ علم کے خرچ کرنے میں انسان کو فوری طور پر محسوس ہوتا ہے کہ اس کے علم میں اضافہ ہوا ہے۔ از روئے حدیث یہ کام فی نفسہٖ خیر ہے۔ سورۂ رحمٰن کی ابتدائی ۴ آیات کی رو سے اللہ کی رحمانیت کا سب سے بڑا مظہر قرآن ہے اور اللہ کی تخلیق کا اعلیٰ ترین مظہر انسان ہے جبکہ انسان کی اعلیٰ ترین صلاحیت "بیان" ہے۔ چنانچہ انسان اپنی اس صلاحیت کو قرآن بیان کرنے اور سمجھنے کے لئے استعمال کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا وصول الی اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن ہے کیونکہ یہ الذکر ہے۔

آج ہم مسلمانوں کے پاس ذلت سے بچنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہم اس کتاب کو تھام لیں اور اس کتاب کے ذریعے نظام خلافت قائم کریں کیونکہ دنیا میں نظام خلافت کے قیام کا ذریعہ بھی یہی کتاب ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن مجید صرف عربی زبان سے نہیں آجاتا بلکہ اس سے تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔

آخر میں طلبہ میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ اس سال کورس سے فارغ ہونے والے طلبہ کی تعداد ۱۵ جبکہ طالبات کی تعداد ۸ تھی۔

اسناد وصول کرنے والے طلبہ کے نام یہ ہیں: (۱) ذیشان دانش خان (۲) کامران رشید (۳) محمد زبیر (۴) محمد مسعود خان (۵) ممتاز بخت (۶) حامد خان (۷) محمد عامر (۸) عمر شکیل (۹) عمران سرور (۱۰) چوہدری محمد یحییٰ (۱۱) قمر زمان (۱۲) وسام احمد شریف (۱۳) احسان الحق (۱۴) محمد عمران (۱۵) عبداللہ واحد

(رپورٹ : حافظ ندیم الحسن)

تنظیم اسلامی مظفر آباد میں
شب بسری کا پروگرام

تنظیم اسلامی مظفر آباد کے دو اسرہ جات کی مشترکہ شب بسری کا انعقاد مسجد اہلحدیث ڈھیریاں سیداں میں کیا گیا۔ اس شب بسری پروگرام میں رفقاء اور معاونین نے بھرپور شرکت کی۔ شب بسری کا آغاز بعد نماز عشاء بتاریخ ۶ مئی بروز ہفتہ کیا گیا۔ شب بسری کی سرگرمیوں کو رات ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رکھنے کے بعد رفقاء کو سونے کا موقع دیا گیا۔ اس طرح صبح تہجد کے بعد نماز فجر' درس قرآن اور پھر پندرہ روزہ تنظیمی اجتماع پر اس شب بسری کا اختتام ہوا۔

شب بسری کا آغاز درس قرآن سے کیا گیا۔ مدرس تھے جناب افتخار صاحب۔ درس قرآن کے بعد درس حدیث عبدالقیوم قریشی صاحب نے دیا۔ اس کے بعد باقی افراد اپنی اپنی باری پر پہلے سے طے شدہ موضوعات بیان کرتے رہے۔ ان میں میر مجیب الحسن صاحب نے "اللہ کا بندہ بننے کی کوشش کی اور ہم" جناب میجر نسیم صاحب نے "حضرت خالد بن ولید" اور "نظم کی پابندی" صابر قریشی صاحب نے "بندہ مومن کی زندگی میں ایفائے عہد کی اہمیت" راقم نے "دعوت دین کا عدم پھیلاؤ اور ہم" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

صبح کی نماز کے بعد راقم نے خود درس قرآن کی سعادت حاصل کی۔ درس قرآن کے بعد پندرہ روزہ تنظیمی اجتماع میں جن امور پر اتفاق رائے ہوا ان میں ٹیلی ویژن پروگرام "حقیقت دین" کی باقاعدہ تشہیر' درس قرآن میں رفقاء کی شرکت کو یقینی بنانے اور دروس قرآن کے مزید حلقہ جات قائم کرنے جیسے امور شامل تھے۔

(رپورٹ : طاہر سلیم)

فیروز والا میں ٹی وی پروگرام
"حقیقت دین" سے اجتماعی استفادہ

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا پروگرام' ہر جمعرات کو پی ٹی وی ورلڈ پر شام سوا چھ بجے نشر ہوتا ہے۔ ذیلی حلقہ شاہدرہ کے تحت فیروز والا میں اس پروگرام کو فرقان سکول میں شام کے اوقات میں قائم "ناسا اکیڈمی" کے تعاون سے اکیڈمی کے سٹوڈنٹس کو دکھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پی ٹی وی پر اتوار کو صبح ساڑھے نو بجے دوبارہ نشر ہونے والے اس پروگرام کو بھی احباب کو دکھانے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ رچنا ٹاؤن رانا مارکیٹ فیروز والہ میں قائم تنظیم اسلامی فیروز والا کے دفتر میں اس پروگرام سے استفادے کی سہولت مہیا کی جائے گی۔

(رپورٹ : نعیم اختر عدنان)

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا خطاب جمعہ تنظیم اسلامی کے اس ویب سائٹ پر بھی سنا جا سکتا ہے:
www.tanzeem.org